Dr Md. Monauwar Alam
Dept of Urdu
R. N. College, Pandaul
8/5/2020

URDU

DII(H) Paper III

Topic:- Ghalib ki Ghazal, 'Aah ko chahiye...

غالب کی غزل

مطلع :۔

آہ کو چاہیئے اک عمر اثر ہونے تک
کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک

پیشِ نظر شعر غالب کی غزل کا مطلع ہے۔ اس شعر کا مفہوم بالکل واضح ہے کہ غالب کہتے ہیں اے محبوب تیری زلف تک رسائی دشوار ہے۔ زلف تک رسائی کا مطلب بیان کیا ہے۔ غالب کہنا چاہتے ہیں کہ وصلِ محبوب کب نصیب ہوگا۔ اور وصل کی تمنا میں عاشق کی آہ نکلتی ہے۔ مگر اس آہ میں اثر کے لیے ایک مدت درکار ہے انتظار کرنا چاہیے کہ جب تک میری آہ میں اثر ہوگا اور محبوب کا وصل نصیب ہوگا اس وقت تک ہم زندہ رہیں گے یا نہیں۔

ش

دام ہر موج میں ہے حلقۂ صد کامِ نہنگ
دیکھیں کیا گزرے ہے قطرہ پہ گہر ہونے تک

درج بالا شعر غالب کی غزل سے ماخوذ ہے۔ اس میں غالب کہنا چاہتے ہیں کہ عشق میں منزل تک پہنچنے کے لیے بہت دشواریوں سے گزرنا پڑتا ہے۔ مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس طرح ایک قطرہ جب سمندر میں جاتا ہے تو ہر لمحہ اس کو آلام و پریشانیاں اپنے حلقے میں لیے رہتی ہیں اور اس قطرے کو موتی بننے تک جو پریشانی ہوتی ہے اسی طرح انسان کو عشق میں درجہ کمال یعنی منزل تک پہنچنے میں بہت سخت مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔

ش

عاشقی صبر طلب اور تمنا بے تاب
دل کا کیا رنگ کروں خونِ جگر ہونے تک

اس شعر میں غالب کہتے ہیں کہ دل کا کیا رنگ کروں مطلب ہے کہ دل کو کیسے سنبھالوں۔ عشق میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے صبر اور تحمل لازمی ہے۔ لیکن تمنائے وصل مجھے بیتاب کیے ہے۔ اس صورت میں اپنے دل کو کس طرح سنبھالوں۔ اور خونِ جگر ہونے تک سے مراد ہے کام تمام ہونے تک یعنی محبوب سے ملاقات ہونے تک۔ غالب کہتے ہیں کہ صبر کیسے کروں دل کو کیسے سنبھالوں۔ حقیقت میں کامیابی تب ہی ملتی ہے جب کام تمام ہو جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

سو

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک

اس شعر میں غالب کہنا چاہتے ہیں کہ اے میرے محبوب ہمیں یقین ہے کہ جب تم کو ہمارے حال زار کی خبر ہوگی تو تم تغافل نہیں کروگے یعنی آنے میں دیر نہیں کروگے۔ لیکن تمہاری جدائی میں ہماری کیفیت ایسی ہے کہ شاید جب تک تمہیں ہمارے حال کی خبر ہو اور تم آؤ تب تک ہماری موت واقع ہو چکی ہوگی اور ہم خاک میں مل گئے ہوں گے۔

سو

پرتو خورشید سے ہے شبنم کو فنا کی تعلیم
میں بھی ہوں ایک عنایت کی نظر ہونے تک

درج بالا شعر بھی غالب کی غزل سے ماخوذ ہے۔ غالب بڑے خوبصورت انداز میں کہا ہے کہ جس طرح سورج کی روشنی شبنم کو فنا ہونے کی تعلیم دیتی ہے یعنی اسے جان دینا سکھاتی ہے کہ جب شبنم کے قطرے پر سورج کی روشنی پڑتی ہے تو وہ فنا ہو جاتی ہے۔ غالب کہتے ہیں کہ اے میرے محبوب میری حالت بھی اسی طرح ہے جب تک تیری نظر عنایت مجھ پر نہیں ہوئی ہے میں بے چینی اور کرب میں مبتلا ہو کر زندگی گذار رہا ہوں۔ تیری ایک نظر عنایت اگر مجھ پر ہو جائے تو میں خوشی سے مر جاؤں گا۔

سو

غم ہستی کا اسد کس سے ہو جز مرگ علاج
شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک

یہ شعر غالب کی اسی غزل کا مقطع ہے۔ غالب زندگی کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انسان کی زندگی رنج و غم، درد و الم کی ایک طویل داستان ہے۔ اس دکھ اور غم کا علاج کسی سے نہیں ہو سکتا ہے سوائے موت کے جب انسان مر جاتا ہے تب ہی اس کے درد و الم کی داستان ختم ہو جاتی ہے۔ اس کو بہت خوبصورت مثال سے سمجھایا ہے کہ جس طرح شمع جلنے کے بعد سوز و گداز میں مبتلا رہتی ہے۔ جلتی رہتی ہے۔ اسے ہر حال میں جلنا پڑتا ہے اور اس غم سے اسے کوئی نجات نہیں دلا سکتا جب تک کہ سحر ہو جائے اور شمع جل کر ختم ہو جائے۔ یقیناً زندگی میں کسی کو غم سے چھٹکارا نہیں ہے غم سے چھٹکارے کی ایک ہی شکل ہے وہ ہے موت۔

Scanned with CamScanner